فہرست مضامین

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص وسعادتمند سے عدلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے - (۴) غیر مذہب والون سے ہے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عہ ۱۲

نوٹ

روزانہ الحکم کی خریداری کی درخواستین دفتر الحکم مین پہونچ رہی ہین - الحمد للہ علٰے ذالک - محرر دفتر الحکم -

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ / اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۲ رمضان المعظم ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

روزانہ الحکم

روزانہ الحکم کا اعلان پچھلے الحکم مین ہو چکا ہے - اس سفر مین دہلی کے مقام پر اکثر احباب نے مجھسے زبانی گفتگو کی - اور انہون نے روزانہ کی اہمیت اور ضرورت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی خریداری کا مصمم ارادہ ظاہر فرمایا -

مکرمی خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب نے (جو الحکم کے ایک سرپرست ہین) روزانہ کے اجراء پر مجھے بڑی مسرت کا خط لکھہ کر مجھے حوصلہ دلایا تہا جزاہ اللہ احسن الجزاء - مجھے امید ہوتی ہے کہ انشاء اللہ روزانہ کے لئے سو کیا کئی سو درخواستین آجائینگی + افراد قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنی جگہ اس ضرورت اور اسکی تکمیل کی صورتون پر غور کرین - اور سرسری نظر سے اسکو نہ ٹالدین - جو درخواستین اب تک آئی ہین وہ حوصلہ دلاتی ہین کہ جلد یہ تعداد پوری ہو جاوے گی -

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ناظرین الحکم سے ایک بات

مین چونکہ قادیان سے باہر ہون اسلئے اگر کسی بزرگ کے کسی خط کا جواب مین ندے سکون یا کسی ارشاد کی تعمیل نہ ہو سکے تو وہ مجھے معذور سمجہین - اور حضرات بقایا دار یہ لحاظ کر کے کہ میری غیر حاضری مین مطبع کی ضرورت کے لئے روپیہ کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے بہت جلد اپنے بقایا مطالبات خود بھیجدین یا مطبع کے اجرا شدہ وی پی وصول کر کے کارخانہ کو شکر گذاری کا موقعہ دین -

+

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق میرا مضمون اگر الحکم مین شایع نہ ہو سکا تو انشاء اللہ العزیز السیرۃ الکریمہ مین اس کی تلافی ہوگی -

تازہ الہامات ورویا

۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - رویا دیکہا کہ دہلی گئے ہین تو تمام دروازہ بند ہین - پہر دیکہا کہ اون پر قفل لگے ہوئے ہین -

پہر دیکہا - کہ کوئی شخص کچھہ تکلیف دینے والی شئے میرے کان مین ڈالتا ہے مینے کہا - تم مجھے کیا دکھہ دیتے ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھہ دیا گیا تہا -

۲۴ - اکتوبر ۱۹۰۵ء - صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات مینے خواب مین دیکہا ہے - کہ تہوڑے چنے بہنے ہوئے سفید ہین اور ان کے ساتہ ہی منقہ بہی ہے - فرمایا - ہمارا تجربہ ہے - کہ چنے مولی بینگن یا پیاز خواب مین دیکہین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شئے ہے اور اس کا دیکہنا اچہا ہے - اس خواب سے معلوم ہوتا ہے - کہ کوئی امر مکروہ چہوٹا یا بڑا در پیش ہے جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی - فرمایا انسان کی زندگی کے ساتہ مکروہات کا سلسلہ بہی لگا ہوا ہے اگر انسان چاہے کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے - تو یہ ہو نہین سکتا - اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا - یہ زندگی کا چکر ہے - جب تنگی آوے تو سمجہنا چاہیئے کہ اس کے بعد فراخی بہی ضرور آویگی -

تازہ خبر

۲۹ - کو دہلی مین ماہ رمضان کا چاند نظر آیا -
۳۰ - اکتوبر کو پہلا روزہ ہوا -

ضروری اطلاع

ناظرین الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے - کہ وہ خط وکتابت مین اسبات کا ضرور لحاظ رکہا کرین - کہ جو خط الحکم کے حساب وغیرہ کے بارے مین ارسال کیا جاوے - اوسمین اپنا نمبر خریداری جو ہر ایک خریدار کی چٹ پر لکہا ہوا ہوتا ہے ضرور درج کیا کرین - میرے پاس بعض ایسے خطوط اسوقت موجود ہین - کہ جنہیں خریداران نے اپنا نمبر خریداری نہین لکہا - اسی وجہ سے آجتک اون کی تعمیل بہی نہین کی گئی - اس لئے جن اصحاب نے اپنے خطوط پر نمبر مذکور نہین دیے - وہ مجھکو اونکی عدم تعمیل سے معذور سمجھکر معاف فرمائین - اور آئندہ کے لئے دل مین نوٹ کر لین کہ جو خط الحکم کے متعلق ارسال کیا جاوے - اسمین نمبر خریداری ضرور درج کرین - ہان یہ بہی خیال رہے کہ نمبر درج کرتے وقت ایل نمبر ، نہ لکھین - کیونکہ وہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے - بلکہ وہ نمبر درج کرین جو پتہ کی چٹ پر نام کے ساتہ چہپا ہوا یا دستی ہوتا ہے -

محررہ الحکم

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(۲۶ ستمبر - قبل دوپہر)

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

اور دراصل وہ انکو کیا کرے اللہ تعالے نے خود اسکے ساتھہ ہوتا ہے اور وہی اس کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالے پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ خدا اپنی مخلوق کو خود اسکے ساتھہ کردیگا۔ یہی سِر ہے کہ انبیاء علیہم السلام خلوت کو پسند کرتے ہیں اور میں یقیناً اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتے کہ باہر نکلیں لیکن اللہ تعالے انکو مجبور کرتا ہے اور پکڑ کر باہر نکالتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے مامور کرنا چاہا اور فرعون کیطرف ہدایت اور تبلیغ کی خاطر بھیجنے کی بشارت دی۔ تو انہوں نے عذر شروع کردیا کہ میں نے انکا ایک خون کیا ہوا ہے۔ بہائی کو بھیجدیا جاوے یہہ کیا بات تھی یہ ایک قسم کا استغنا اور اہل عالم سے الگ رہنے کی زندگی کو پسند کرنا تہا۔ یہی استغنا ہر مامور اور مرسل کو ہوتا ہے۔ اور وہ اس تنہائی کی زندگی کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور یہی انکے اخلاص کا نشان ہوتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالے انکو اپنے لئے منتخب کرتا ہی۔ کیونکہ وہ انکے دل پر نظر کرکے خوب دیکھہ لیتا ہی کہ اس میں غیر کیطرف قطعاً توجہ نہیں ہوتی اور وہ اللہ تعالے کی رضا اور تعمیل امری کو اپنی زندگی اور حیات کا ذریعہ سمجھتے ہیں شعر

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند
فرزند و عیال و خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اسکے دل میں بڑا بننے سے طبعاً نفرت اور کراہت ہوتی ہے مگر وہ لوگ جو خود اس قسم کی کبریائی کی بیہودہ خواہشوں کے غلام اور اسیر ہوتے ہیں وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے انکی نسبت بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ بڑا بننے کی خواہشوں سے ایسے دعوے کرتے ہیں - حالانکہ وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ ان کا دعوے تو انپر ایک آفتوں اور مصائب کا طوفان لے آتا ہے اور ان کو خطرہ میں ڈالدیتا ہے ہر طرف سے ان کی مخالفت کے لئے ہاتھہ اور زبان چلتی ہے اور کوئی دقیقہ انکو دکھہ دینے میں اٹھا نہیں رکھا جاتا - پھر یہ کیسی بے انصافی اور ظلم ہے کہ ان کی نسبت یہ وہم کیا جاوے کہ وہ خواہش کبریائی سے ایسا کرتے ہیں یہہ بہتان عظیم ہے۔ وہ تو صرف اللہ تعالے کا جلال اور اس کی عظمت کے اظہار اور اس کی کبریائی کے اعلان کو پسند کرتے ہیں اور اسکے لئے اپنی جان ایک جان کیا ہزار جان بھی دینے کو طیار رہتے ہیں۔ افسوس اہل دنیا ان کے حالات سے بے خبر اور ناواقف ہوتی ہیں۔ اسلئے اس قسم کے اعتراض کرتی ہیں۔ اصل یہہ ہے کہ اللہ تعالے کے مصالح پسند فرماتے ہیں کہ انکو باہر نکالا جاوے اور وہ دنیا کے سامنے نکلیں۔ اور وہ **خدا جو اہل دنیا سے مخفی ہوتا ہے انکے وجود میں نظر آوے۔**

یہہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز سے انسان نفرت کرتا ہے وہی اسکو دیتا ہے اور جس کی طرف بھاگتا ہے اس سے محروم کیا جاتا ہے انبیاء و رسل کا گروہ ہرگز ہرگز اپنی جاہ و حشمت کو نہیں چاہتا، لیکن اللہ تعالے اپنے مصالح کی بناپر انہیں عطا کرتا ہے - ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں - اور اس لحاظ سے ان سب کو گویا ایک ہی سمجھو کیونکہ سب کے ساتھہ ایک ہی معاملہ ہوا ہے اللہ تعالے نے ان میں سے کسی ایک کو بھی ذلیل اور خوار نہیں کیا - اس لئے کہ ان کی ذلت خود اللہ تعالے کی ذلت ہے و تعالے شانہ جو لوگ انکے خلاف کرتے ہیں اور مخلوق کو عظمت دیتے ہیں گویا اللہ تعالے کی کبریائی کی ردا مخلوق کو پہناتے ہیں - وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردود ہوتے ہیں۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک طرف انبیاء و رسل اور خدا تعالے کے مامورین اہل دنیا سے نفور ہوتے ہیں اور دوسری طرف مخلوق کے لئے انکے دل میں اسقدر ہمدردی ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسکے لئے بھی خطرہ* میں ڈالدیتے ہیں اور خود ان کی جان جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - چنانچہ اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

لعلك باخع نفسك ان لا یکونوا مومنین

یہہ کسقدر ہمدردی اور خیر خواہی ہے اللہ تعالے نے اس میں فرمایا ہے کہ تو ان لوگوں کے مومن نہ ہونے کے متعلق اسقدر ہم و غم نہ کر اس غم میں شاید تو اپنی جان ہی دیدے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمدردی مخلوق میں کہانتک بڑھہ جاتے ہیں - اس قسم کی ہمدردی کا نمونہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا یہانتک کہ ماں باپ اور دوسرے اقارب میں بھی ایسی ہمدردی نہیں ہوسکتی۔

مخلوق تو انہیں کاذب اور مفتری کہتی ہے اور وہ مخلوق کے لئے مرتے ہیں - یقیناً یاد رکھو کہ یہ ہمدردی والدین میں بھی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ جب دیکھتے ہیں کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہے یا اور نقص اس میں پاتے ہیں تو آخر اسے چھوڑ دیتے ہیں مگر انبیاء و رسل کی یہہ حالت نہیں ہوتی - وہ مخلوق کو دیکھتے ہیں کہ انپر حملے کرتی اور ستاتی ہے لیکن وہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کی ہدایت کے لئے اسقدر دعا کرتے تھے جسکا نمونہ اللہ تعالے نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کے دل میں ایک پیاس لگادی تھی کہ لوگ **مسلمان** ہوں اور خدائے واحد کے پرستار ہوں۔ جسقدر کوئی نبی عظیم الشان ہوتا ہے اسی قدر یہہ پیاس زیادہ ہوتی ہے اور یہہ پیاس جس قدر تیز ہوتی ہے اسیقدر جذب اور **کشش** اس میں ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء اور جمیع کمالات نبوت کے مظہر تھے اسلئے یہہ پیاس آپ میں بہت ہی زیادہ تھی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے چند اشعار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجزنما نصح کا ذکر کیا ہے۔ جسکو میں مناسب موقع کے لحاظ سے یہاں درج کرتا ہوں - ایڈیٹر

شعر

جان خود دادن پے خلق خدا در فطرتش
جان نثار خستہ جانان بیدلان را غمگسار
اندر آن وقتے کہ دنیا پر ز شرک و کفر بود
ہیچکس را خون نشد دل جز دل آن شہریار
ہیچکس از خبث شرک و رجس بت آگہ نشد
این خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزان نالہا باشد خبر
کان شفیع کرد از بہر جہان در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندران غارے در آورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہان
نے بجسم خویش میلش نے بہ نفس خویش کار
نعرہا پر درد میزد از پے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار
در جہان از معصیتہا بود طوفان عظیم
بود خلق از شرک و عصیان کور و کر در ہر دیار
سخت شورے بر فلک افتاد زان عجز و دعا
قدسیان را نیز شد چشم از غم آن اشکبار
منت او بر ہمہ شرق و سیاہی ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

اور چونکہ یہہ پیاس بہت تھی اسی وجہ سے آپ میں

---

* فٹ نوٹ - فی الحقیقت انبیاء و رسل و مامورین جو نمونہ شفقت علی خلق اللہ کا دکھاتے ہیں وہ خارق عادت ہوتا ہے اور اس لحاظ سے وہ ان کی صداقت کا ایک زبردست معیار ہوتا ہے وہ ہمدردی اور ایثار کسی شخص میں تکلف اور تصنع سے پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ انکی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو لاینفک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مخلوق انہیں ستاتی اور دکھہ دیتی ہے لیکن پھر بھی وہ اسکے لئے دکھہ اٹھاتے ہیں اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں اس سے انکی غرض کیا ہوتی ہے؟ صرف یہی کہ مخلوق کو اپنے خالق کے آگے جھکا دو اور اللہ تعالے کی کبریائی اور عظمت کا انہیں قائل کرادیں - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شفقت اور **ہمدردی** کے بڑے اعلے اعلے نمونے دیکھے گئے ہیں مگر افسوس **اہل دنیا** آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں خود اعلے حضرت نے اپنے اس جوش ہمدردی کو یوں بیان فرمایا ہے

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق
نمیگردد بیان آن درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر اوشان است
کہ نے از دل خبردارم نہ از جان خود آگاہم
بدین شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازین در لذتم کز درد میخیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمین کارم ہمین بارم ہمین رسمم ہمین راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرف از زبان خوردن چہ کار است این
گرش صد جان بپا ریزم ہنوزش عذر میخواہم
چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم
خدا بر وے فرود آرد دعاہائے سحرگاہم

جذب اور کشش کی قوت بھی تمام راستبازون اور ماموروں سے بڑھ کر تہی۔ جسکا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ آپ کی زندگی ہی مین کل عرب مسلمان ہو گیا۔ یہ کشش اور جذب جو مامورین کو دیا جاتا ہے وہ مستعد دلون کو تو اپنی طرف کہینچ لیتا ہے اور ان لوگون کو جو اس سے حصہ نہین رکہتے دشمنی مین ترقی کرنے کا موقع دیتا ہے۔ ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید در بوم شورہ خس

اسی طرح پر انبیاء علیہم السلام کی خاصیت ہوتی ہے کہ مومن اور کافر انکے طفیل سے اپنے کفر اور ایمان مین کمال کرتے ہین۔ لکہا ہے کہ ابو جہل کا کفر پورا نہ ہوتا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔

پہلے اسکا کفر مخفی تہا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر اسکا اظہار ہو گیا۔ اسیطرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدق بہی مخفی تہا جو اسوقت ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روحانی دعوت کی ایک نے اس دعوت کو قبول کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگون کے لئے اللہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

انبیاء و رسل آکر اس خباثت اور شقاوت کو جو ان کے اندر ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہین قرآن شریف نے انبیاء و رسل کی بعثت کی مثال مینہ سے دی ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ ۚ والذی خبث لا یخرج الا نکدا ؕ۔

یہہ تمثیل اسلام کی ہے جب کوئی رسول آتا ہے تو انسانی فطرتون کے سارے خواص ظاہر ہو جاتے ہین۔ ان کے ظہور کا یہہ خاصہ اور علامات ہین۔ کہ مخلص سعید الفطرت اور مستعد طبیعت کے لوگ اپنے اخلاص اور ارادت مین ترقی کرتے ہین اور شریر شرارت مین بڑہ جاتے ہین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب خبیث اور منکر گروہ نے شرارتین کرنی شروع کین اور دکہہ اور ایذا رسانی کے منصوبے کئے اسوقت معلوم ہوا کہ کیسی کیسی خبیث سرشت ہین۔ ایک وہ لوگ تہے کہ انہون نے آپ کی راہ مین اپنے سر کٹوا ڈالے۔ انکے حالات اور واقعات کو دیکہکر کہنا پڑتا ہے کہ انمین کیسا اخلاص اور ارادت تہی فی الحقیقت ان کا اسوہ اسوہ حسنہ ہے یہانتک کہ ان مین سے اگر کسی کا ایک ضرب سے سر نہین کٹا تو اس کو شک ہو کہ شہید نہین ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالے کی راہ مین کیسے فدا تہے لکہا ہے کہ ایک صحابی نے اپنے مخالف کو ایک تلوار ماری اسکے نہ لگی مگر اپنے لگی دوسرے نے کہا کہ شہید نہین ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور پوچہا کہ کیا شہید نہین ہوا۔ آپ نے فرمایا دو اجر ملینگے ایک یہ کہ دشمن پر حملہ کیا اور دوسرا اس لئے کہ اپنے آپ کو محض خدا کے لئے خطرہ مین ڈالا۔

اس قسم کا ایمان ان لوگون کا تہا پس جب تک اس قسم کا اخلاص اور استقامت اللہ تعالے کے لئے حاصل ہو کچہہ نہین بنتا۔ مین یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت مین دیکہنا چاہتا ہون کہ اللہ تعالے کو وہ مقدم کر لین اور کوئی امر ان کی راہ مین روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجہین مین دیکہتا ہون کہ بعض لوگون کے کاروبار آتے ہین کسی تجارت یا اور کام مین نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جہٹ شبہات مین پڑ گئے ایسی حالت مین ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کسقدر دور ہین۔ غور کرکے دیکہا فرق ہے صحابہ مین اور ان لوگون مین۔ صحابہ یہ چاہتے تہے کہ خدا تعالے کو راضی کرین خواہ اس راہ مین کیسی ہی سختیان اور تکلیفین اٹہانی پڑین۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات مین نہ پڑتا اور اسکو دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تہا۔ وہ سمجہہ چکے تہے کہ ان ابتلاؤن کے نیچے خدا تعالے کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ؎

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

قرآن شریف ان کی تعریف سے بہرا ہوا ہے اسکو کہول کر دیکہو صحابہ کی زندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تہا صحابہ جس مقام پر پہونچے تہے اسکو قرآن شریف مین اسطرح یہ بیان فرمایا ہے۔

منھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر

یعنے بعض ان مین سے شہادت پا چکے اور انہون نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا اور بعض اس انتظار مین ہین اور چاہتے ہین کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہین جہکے کہ عمرین لمبی ہون اور اسقدر مال و دولت ملے اور یون بے فکری اور عیش کے سامان ہون۔ مین جب صحابہ کے اس نمونہ کو دیکہتا ہون تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے انکی کایا پلٹ دی اور انہین بالکل رو بخدا کر دیا۔ (اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم) خلاصہ یہہ کہ ہمارا فرض یہہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالے کی رضامندی کے جویا اور طالب رہین اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دین۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالے کے رضا کے حاصل کرنے مین ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہہ رضاء الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔

یہہ بہی یاد رکہو کہ یہی شہادت نہین کہ ایک شخص جنگ مین مارا جاوے بلکہ یہہ امر ثابت شدہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کی راہ مین ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے لئے ہر دکہہ درد اور مصیبت کو اٹہانے کے لئے مستعد رہتا ہے اور اٹہاتا ہے وہ بہی شہید ہے۔ **شہید** کا مقام وہ مقام ہے جہان وہ اللہ تعالے کو گویا دیکہتا اور مشاہدہ کرتا ہے۔ یعنے اللہ تعالے کی ہستی اسکی قدرتون اور تصرفات پر وہ اسطرح ایمان لاتا ہے جیسے کسی چیز کو انسان مشاہدہ کر لیتا ہے۔ جب اس حالت پر انسان پہونچ جاوے پہر اسکو اللہ تعالے کی راہ مین جان دینا کچہہ بہی مشکل معلوم نہین ہوتا بلکہ وہ اس مین راحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ شہادت کا ابتدائی درجہ خدا کی راہ مین استقلال اور ثبات قدم ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص نہ مرا اللہ کی راہ مین اور نہ تمنا کی مر گیا وہ نفاق کے شعبہ مین۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مومن کامل نہین ہوتا جب تک اللہ تعالے کی راہ مین مرنا دنیا کی زندگی سے وہ مقدم نکرے۔ پہر یہ کیسا گران مرحلہ ہے ان لوگون کے لئے جنہون نے دنیا کی حیات کو عزیز سمجہا + خدا تعالے کی راہ مین مرنے کے یہہ معنے نہین کہ انسان خواہ نخواہ لڑائیان کرتا پہرے بلکہ اس سے یہہ مراد ہے کہ خدا تعالے کے احکام اور اوامر کو اسکی رضا کو اپنی تمام خواہشون اور آرزوؤن پر مقدم کرے اور اور پہر اپنے دل مین غور کرکے کہ کیا وہ دنیا کی زندگی کو پسند کرتا ہے یا آخرت کو اور خدا کی راہ مین اگر اسپر مصائب اور شدائد بہی پڑین تو وہ ایک لذت اور خوشی کے ساتہہ انہین برداشت کرے۔ اور اگر جان بہی دینی پڑے تو تردد نہو۔ پس یہی وہ امر ہے جو مین اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتا ہون کہ ان مین صحابہ کا نمونہ قایم ہو۔ مجہے افسوس ہوتا ہے کہ جب کثرت سے ایسے خطوط آتے ہین کہ جن مین دنیا اور اسکی خواہشون کا ذکر ہوتا ہے اور لکہا جاتا ہے کہ میرے لئے فلان امر کیواسطے دعا کرو۔ میری فلان آرزو پوری ہو جائے۔ بہت ہی تہوڑے لوگ ہوتے ہین جو محض خدا کی رضا ہی کو مقدم کرتے ہین اور اسی کی ہی خواہش اور آرزو کرتے ہین۔ بعض ایسے ہوتے ہین کہ مکر سے لکہتے ہین۔ یعنے پہلے تو ذکر کرتے ہین کہ آپ دعا کرین کہ ہمارے دل مین ذوق شوق عبادت کا پیدا ہو جاوے اور یہ ہو اور وہ ہو۔ پہر آخر مین اپنی دنیوی خواہشون کو ظاہر کرتے ہین مین ایسی بدبودار تحریرون کو شناخت کر لیتا ہون۔ کہ ان کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ نہین جانتے کہ خدا تعالے عالم الغیب ہے اور وہ نیات کو خوب دیکہتا ہے اسطرح پر تو گویا خدا کو دہوکہ دینا ہے اس طریق کو بالکل چہوڑ دینا چاہئے۔ تمہین چاہئے کہ خالصۃً اللہ کے لئے ہو جاؤ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو مقدم کرو گے تو یقیناً سمجہو دنیا مین بہی ذلیل اور خوار نہین رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندون کے لئے غیرت ہوتی ہے وہ خود انکا تکفل فرماتا ہے اور ہر قسم کی مشکلات سے انہین نجات اور مخلصی عطا فرماتا ہے۔ مین یقیناً جانتا ہون اور کہتا ہون کہ اگر تم مین وہ تخم بویا گیا جو صحابہ مین بویا گیا تہا۔ تو اللہ تعالے ہر طرح اپنے فضل کریگا۔ ایسے شخص پر کوئی شخص حملہ نہین کر سکتا اس امر کو خوب یاد رکہو کہ اگر خدا تعالیٰ کے ساتہہ سچا اور مضبوط تعلق ہو جاوے تو پہر کسی کی دشمنی کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ مینے پہلے بہی کہا تہا کہ میرے نزدیک عیسیٰ یا موسیٰ کا دعویٰ کوئی حقیقت نہین رکہتا۔ اصل غرض تو یہہ ہے کہ مین مقام رضا حاصل کرنا چاہتا ہون اور یہی سب کو کرنا چاہئے۔ یہہ اس کا فضل اور محض فضل ہے کہ وہ اپنے انعامات سے حصہ دے اور اس کے حضور کوئی کمی اور اس کی ذات مین کوئی بخل نہین۔ یہ کبہی خیال نہین کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور ایثار کا وہ نمونہ اور **خاتم الخلفاء** کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ کا یہہ نمونہ جو یقیناً آپ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی اور زندہ ثبوت ہے۔ مگر ان لوگون کے لئے جو طالبان حق ہون اور آنکہین کہلی رکہتے ہین۔ پہر آپکی ہمدردی کا جو نمونہ ہم دن رات قادیان مین دیکہتے ہین اس کا ذکر مین اس مضمون مین انشاء اللہ بسط سے کرونگا۔ جو حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکہنا چاہتا ہون۔ اللہ تعالے اسکی توفیق دے۔ ایڈیٹر۔

میرے نزدیک جو شخص ایسا گمان کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر انسان انبیاء و رسل کے انعامات کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر دنیا مین ان کے آنے سے کیا فائدہ اور کیا حاصل؟ خداتعالےٰ کی راہ مین مجاہدہ کرنے والوں اور راستبازون کی ساری امیدون کا خون ہو جاوے اور وہ تو گویا زندہ ہی مرجاوین - مگر نہین ایسا نہین ہے اللہ تعالےٰ ہر شخص پر وہی انعام کر سکتا ہے جو اس نے اپنے برگزیدہ بندون پر کئے - ہان یہ ضروری ہے کہ اس قسم کا دل اور اخلاص لیکر اس کے حضور آوے۔

مین نے از خود کوئی دعویٰ نہین کیا مین اپنی خلوت کو پسند کرتا تھا - مگر اللہ تعالےٰ کے مصالح نے ایسا ہی چاہا اور اس نے خود مجھے باہر نکالا - چونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ جب کسی شخص کو اسکی مناسب عزت سے بڑھ کر عظمت دیجاتی ہے تو اللہ تعالےٰ اس عظمت کا دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ یہہ اسکی توحید کے خلاف ہے اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے وہ عظمت تجویز کر دی گئی تہی جسکے وہ مستحق نہ تھے یہانتک کہ انہین خدا بنا دیا گیا اور خانۂ خدا خالی ہو گیا - عیسائیون سے پوچھہ کر دیکھہ لو وہ یہی کہتے ہین کہ عیسیٰ مسیح ہی خود خدا ہے - اب جس انسان کو اس قدر عظمت دی گئی اور اسے خدا بنا یا گیا (نعوذ باللہ) اور اسطرح پر خدا کا پہلو گم کر دیا گیا - تو کیا خدا تعالےٰ کی غیرت مخلوق کو اس انسان پرستی سے نجات دینے کے لئے جوش مین نہ آتی - پس اس تقاضا کے موافق اس نے مجھے مسیح کر کے بہیجا تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جاوے کہ مسیح بجز ایک عاجز انسان کے اور کچہہ نہ تہا - خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس کفر کی اصلاح کرے - اور اس کے لئے یہی راہ اختیار کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایک فرد کو اسی نام سے بہیج دیا تا ایک طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو اور دوسری طرف مسیح کی حقیقت معلوم ہو۔

یہہ ایسی موٹی بات ہے کہ معمولی عقل کا انسان بھی اسکو سمجھہ سکتا ہے دیکھو اگر ایک بڑے آدمی کو معمولی اردلی سے مشابہت دی جاوے تو وہ چڑتا ہے یا نہین؟ پھر کیا خدا تعالےٰ مین اتنی بہی غیرت نہین کہ ایک عاجز انسان کو اسکی الوہیت کے عرش پر بٹھایا جاوے اور مخلوق تباہ ہو اور وہ اسکا تدارک نہ کرے؟

خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مسیح نے ہرگز ایسا دعویٰ نہین کیا کہ مین خدا ہون اگر وہ ایسا دعویٰ کرے تو مین جہنم مین ڈالدون۔ ایک مقام پر یہہ بہی فرمایا ہے کہ مسیح سے اسکا جواب طلب ہو گا کہ کیا تو نے کہا تہا کہ مجھے اور میری مان کو خدا بنا لو - تو حضرت مسیح اس مقام پر اس سے اپنی بریت ظاہر کرین گے اور آخر یہہ کہین گے -

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم

یعنے جب تک مین انمین زندہ رہا تہا مینے ہرگز نہین کہا ہان جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تو آپ انکا نگران تہا - اس سے پہلے مادمت فیھم کا لفظ صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ جب تک حضرت مسیح زندہ رہے ان کی قوم مین یہہ بگاڑ پیدا نہین ہوا - ساری ضلالت بعد وفات ہوئی ہے اگر حضرت مسیح ابہی تک زندہ ہین تو پھر یہ ماننا پڑیگا کہ عیسائی نہین بگڑے بلکہ حق پر ہین - پر غور کر کے بتاؤ اسلام کی حقانیت پر یہہ کسقدر خطرناک حملہ ہو گا - کیونکہ جب وہ ایک سچا مذہب موجود ہے اور اس مین کوئی خرابی ہی پیدا نہین ہوئی تو پھر جو کچہہ وہ کہتے ہین مان لینا چاہئے - مگر نہین خدا تعالےٰ کا کلام حق ہے اور یہی سچ ہے کہ وہ مر گئے اور عیسائی مذہب بہی ان کے ساتہہ ہی مر گیا اور اس مین کوئی روح حق اور حقیقت کی نہین رہی اس آیت سے یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا مین نہین آئینگے کیونکہ وہ عیسائیون کے بگڑنے کا اقرار اپنی موت کے بعد کرتے ہین اگر انہون نے آنا تہا تو وہ یہہ جواب نہ دیتے - ورنہ یہ جواب اللہ تعالےٰ کے حضور جہوٹا سمجہا جاویگا اور رب العرش العظیم کے حضور حلف دروغی ہوگی! کیونکہ اس صورت مین تو انہین کہنا چاہیئے تہا کہ مین گیا اور جا کر ان کی صلیبون کو توڑا اور ان مین پھر توحید قایم کی وغیرہ وغیرہ۔

غرض

یہہ میرا دعویٰ جو اللہ تعالےٰ کے ایماء اور حکم صریح سے کیا گیا ہے - خدا تعالےٰ نے اپنے عظیم الشان مصالح اور حکمت سے ایسا ہی چاہا ہے تا کہ مسیح کی عظمت کو توڑا جاوے - اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ نے ایسا کیا ہے یہودی خدا تعالےٰ کی برگزیدہ قوم کہلاتے تھے لیکن جب انہون نے شریعت کی بے حرمتی کی اور وہ حد سے زیادہ بگڑ گئے تو اللہ تعالےٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ ان مین نبوت کا سلسلہ رہے اور نبوت کو خاندان بنی اسماعیل مین منتقل کر کے ختم کر دیا جیسا کہ خود حضرت عیسےٰ نے بہی باغ والی تمثیل مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہے - یہودیون کی اس شوخی اور گستاخی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انپر ذلت کی مار ماری گئی اب وہ ہر سلطنت کے ماتحت ذلیل ہین - بلکہ بعض سلطنتون سے کئی دفعہ نکالے گئے ہین - اب جبکہ یہود پر ذلت پڑ چکی اور نبوت ان کے خاندان سے منتقل ہو چکی تو کیا یہہ انتقال نبوت تنزل کے طور پر تہا اور ناقص تہا؟ اگر ایسا تہا تو پھر یہودی ناز کر سکتے ہین اور وہ یہ پیش کر سکتے ہین کہ ہم پر یہہ فضل ہوا اور وہ انعام ہوا - منجملہ اس کے ایک یہ بہی کہ توریت کی خدمت اور اس کے استحکام کے لئے برابر خلفاء اور رسل آتے رہے لیکن قرآن شریف کو یہہ مرتبہ حاصل نہ ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) سوچکر بتاؤ - کہ کیا یہ اسلام کی بے عزتی اور نقص کی دلیل ہوگی یا اس کے لئے عظمت کا ذریعہ؟ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مخالفون نے میری مخالفت مین یہان تک غلو کیا ہے کہ اسلام کی بہی سخت ہتک کر لینی انہون نے گوارا کی - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء اور تمام نبیون سے افضل اور اکمل تہے - (صلے اللہ علیہ وسلم) معاذ اللہ ناقص نبی ٹھیرایا جب یہ تسلیم کر لیا اور اپنا عقیدہ بنا لیا کہ اب کوئی شخص ایسا نہین ہو سکتا جو اللہ تعالےٰ سے شرف مکالمہ پا سکے - اور خدا تعالےٰ اس کے ہاتہہ پر تائیدی نشان ظاہر کر سکے - تم خود بتاؤ کہ اس عقیدہ سے اسلام کا کیا باقی رہتا ہے؟ اگر خدا تعالےٰ پہلے بولتا تہا مگر اب نہین بولتا تو اسکا ثبوت کیا ہے؟ کہ وہ پہلے بولتا تہا اگر خدا تعالےٰ پہلے خارق عادت تصرفات دکہاتا تہا مگر اب نہین دکہاتا تو اسکا کیا ثبوت ہے؟ قصے کہانیان کون قوم بیان نہین کرتی - افسوس ان کو تعصب نے ایسا اندہا کر دیا ہے کہ کچہہ بہی انکو سوجہائی نہین دیتا اور میری مخالفت مین یہہ اسلام کو بہی ہاتہہ سے دیتے ہین -

غرض

اگر یہودی ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق ہو چکے ہین اور نبوت اس خاندان سے منتقل ہو چکی ہے تو پھر یہہ ناممکن ہے کہ مسیح دوبارہ اسی خاندان سے آوے؟ اگر یہہ تسلیم کیا جاوے گا تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ادنےٰ نبی مانا جاوے اور اس امت کو بہی ادنےٰ امت حالانکہ یہہ قرآن شریف کے منشاء کے صریح خلاف ہے کیونکہ قرآن شریف نے تو صاف طور پر فرمایا

كنتم خير امة اخرجت للناس

پھر اس امت کو خیر الامۃ کی بجائے شر الامۃ کہو گے؟ اور اس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر حملہ ہو گا! مگر یقیناً یہہ سب جہوٹ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اعلےٰ درجہ کی تہی اور ہے اسلئے کہ وہ ابتک اپنا اثر دکہا رہی اور تیرہ سو سال گذرنے کے بعد مطہر اور مقدس وجود پیدا کرتی ہے اللہ تعالےٰ کا انتقال نبوت سے یہی منشاء تہا کہ وہ اپنا فضل و کمال دکہانا چاہتا تہا جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تہا - اسی کی طرف اشارہ ہے اھدنا الصراط المستقیم مین - یعنے اے اللہ ہم پر وہ انعام و اکرام کر جو پہلے نبیون اور صدیقون شہیدون اور صالحین پر تو نے کئے ہین - ہم پر بہی کر - اگر خدا تعالےٰ یہہ انعام و اکرام کر ہی نہین سکتا تہا اور انکا دروازہ بند ہو چکا تہا تو پھر اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تہی؟ اسرائیلیون پر تو یہ دروازہ بند ہو چکا تہا اگر یہان بہی بند ہو گیا تو پھر کیا فائدہ ہوا؟ اور کسی بات مین بنی اسرائیل پر اس امت کو فخر ہوا - جو خود اندہا ہے وہ دوسرے اندہے پر کیا فخر کر سکتا ہے؟

اگر وحی - الہام - خوارق یہودیون پر بند ہو چکے ہین! تو پھر یہہ بتاؤ کہ پھر یہ دروازہ کسی جگہ جا کر کہلا بہی یا نہین - ہمارے مخالف ہین کہ نہین ہم پر بہی یہ دروازہ بند ہے یہ کیسی بدنصیبی ہے پانچ وقت اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے ہین - اور اس پر بہی کچہہ نہین ملتا! تعجب!!

اللہ تعالےٰ کا خود ایسی دعا تعلیم کرنا تو یہہ معنی رکہتا ہے کہ مین تم پر انعام و اکرام کرنے کے لئے طیار ہون جیسے کسی حاکم کے سامنے پانچ امیدوار ہون اور وہ ان مین سے ایک کو کہے کہ تم یہان حاضر ہو تو اسکے یہی معنے ہوتے ہین کہ اسکو ضرور کام دیا جاویگا - اسیطرح پر اللہ تعالےٰ نے یہ دعا تعلیم کی اور پانچوقت یہہ پڑہی جاتی ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہین کہ اس کا کچہہ بہی اثر

اور نتیجہ کچھ نہیں ہوتا؟ کیا یہ قرآن شریف کی ہتک اور اسلام کی ہتک نہیں؟ میرے اور انکے درمیان یہی امر دراصل متنازعہ فیہ ہے میں یہ کہتا ہوں کہ **اسلام کے برکات اور تاثیرات جیسے پہلے تہیں ویسے ہی اب بھی ہیں** وہ خدا اپنے تصرفات اب بھی دکھاتا ہے اور کلام کرتا ہے مگر یہ اس کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اب یہ دروازہ بند ہوچکا ہے اور خدا تعالیٰ خاموش ہوگیا وہ کسی سے کلام نہیں کرتا + دعاؤن میں تاثیر اور قبولیت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات پیچھے رہ گئی ہیں۔ اب نہیں۔ افسوس انپر انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف اور خدا تعالےٰ کی قدر نہیں کی۔ اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب **زندہ کتاب** اور ہمارا خدا **زندہ خدا** اور ہمارا رسول **زندہ رسول** پھر اسکے برکات انوار اور تاثیرات مردہ کیونکر ہوسکتی ہیں؟ میں اس مخالفت کی کچھ پروا نہیں کرسکتا انکی مخالفت کے خیال سے میں خدا تعالےٰ اور اس کے رسول اور اسکی کتاب کو نے چھوڑ سکتا ہوں +

لاہور میں عبدالحکیم نام ایک شخص سے میری گفتگو ہوئی۔ اسنے کہا کہ الہام پہلی امتوں کا خاصہ تہا یہانتک کہ عورتوں کو بھی دی ہوتی تہی مگر اس امت میں یہ دروازہ بند ہے۔ کیسے شرم کی بات ہے کیا یہ امت بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہوگئی اور خدا تعالےٰ نے اسکے لئے یہی چاہا ہے کہ وہ خیر الامم کہلا کر بھی محروم رہے؟ اس عبدالحکیم نے تو یہاں تک کہدیا تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی محدث نہ تہے وہ بھی صرف انکو ایک خوش کرنے کی بات تہی محدث وہ بھی نہ تہے۔ مختصر یہ کہ اس قسم کی **ہتک اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ** وسلم کی یہ لوگ کرتے ہیں پھر ان کی مخالفت کی کیا پروا کروں یہ لوگ اسلام کے دوست نہیں دشمن ہیں۔ اگر بقول ان کے سب بے نصیب ہیں تو پھر کیا فائدہ؟ بزرا اتباع کریں معرفت نہ بڑہیگی تو کوئی احمق اور نادان ہی ہوگا جو اس پر بھی اتباع ضروری سمجھے۔ حضرت عیسیٰ کا آنا نہ آنا تو امر الگ ہے اس سوال کو پیچھے چھوڑو پہلے یہ تو فیصلہ کرو کہ کیا اس اُمت پر بھی وہ **برکات اور فیوض** ہونگے یا نہیں؟ جب یہ فیصلہ ہو لے تو پھر عیسے کی آمد کا سوال جھٹ حل ہوسکتا ہے۔

یہ لوگ جن مہلکات میں پھنسے ہوئے ہیں وہ بہت خطرناک مرض ہے اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت ہوگی؟ کہ اس امت کی نسبت باوجود خیر الامم ہونے کے یہ یقین کر لیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل شرف مکالمہ سے محروم ہے اور خواہ ساری عمر کوئی مجاہدہ کرتا رہے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا (نعوذ باللہ) جیسے کہا جاوے کہ خواہ ہزار ہاتھ تک کہودتے چلو مگر پانی نہیں ملے گا۔ اگر یہ سچ ہے جیسا کہ ہمارے مخالف کہتے ہیں تو پھر مجاہدہ اور دعا کی کیا حاجت ہے؟ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ جسکو ممکن الحصول سمجھتا ہے اسے تلاش کرتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا ہے اور اگر اسے یہ خیال اور یقین نہ ہو تو وہ مجاہدہ اور سعی کا دروازہ بند کر دیتا ہے جیسے ہما یا عنقا کی کوئی تلاش نہیں کرتا اسلئے کہ سب جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناممکن الحصول ہیں۔ پس اسیطرح جب یہ یقین کر لیا گیا کہ اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملنے کا ہی نہیں اور خوارق اب دیئے ہی نہیں جا سکتے تو پھر مجاہدہ اور دعا جو اس کے لئے ضروری ہیں محض بیکار ہوں گے اور اس کے لئے کوئی جرأت نہ کریگا۔ اور اس امت کے لئے نعوذ باللہ

مَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ

صادق آئیگا۔ اور اس سے خاتمہ کا بھی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کیسا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں ہوسکتا کہ یہ جہنمی زندگی ہے پھر آخرت میں بھی جہنم ہی ہوگا۔ اور اسلام ایک جھوٹا مذہب ٹھہریگا۔ اور نعوذ باللہ خدا نے بھی اس امت کو دھوکا دیا کہ خیر الامۃ بنا کر پھر کچھ بھی اسے نہ دیا۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا ہی کچھ کم بدقسمتی اور اسلام کی ہتک نہ تھی کہ اسپر دوسری مصیبت یہ آئی کہ اسکے لئے وجوہات اور دلائل پیدا کرنے لگے چنانچہ کہتے ہیں کہ یہ دروازہ مکالمات ومخاطبات کا اس وجہ سے بند ہوگیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہوگیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتھ ہی اگر معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہوگئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (معوذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہونگے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے کہ تا اللہ تعالےٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو۔ اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے تصرفات اور اسکی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی مکالمات ومخاطبات اور خوارق عادات ہیں لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہوگیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہرگز ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شان عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے اس آیت کے اگر یہ معنے جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لیے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ ابتر ہوگا کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا؟ اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آیندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور حالت میں ملسکتی ہے جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع میں کھویا جاوے اور فنافی الرسول کا درجہ حاصل کرے بدوں اس کے نہیں۔ اور اگر اس کے سوا کوئی شخص ادعائے نبوت کرے تو وہ کذّاب ہوگا۔ اسلئے نبوت مستقلہ کا دروازہ بند ہوگیا اور کوئی ایسا نبی جو بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ورزش شریعت اور فنافی الرسول ہونے کے مستقل نبی صاحب شریعت نہیں آسکتا۔ ہان فنافی الرسول اور آپ کے امتی اور کامل متبعین کے لئے یہ دروازہ بند نہیں کیا گیا۔ اسی لئے براہین میں یہ الہام درج ہے۔

كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

یعنے یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپ ہی کے ظہور میں آرہے ہیں جسقدر تاثیرات اور برکات والنوار ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔ اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اسکے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو کیا یہ مانتے ہو کہ انکو جو کچھ دیا جائیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی ہوتے اور آپ کے کامل اتباع کیوجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تہا۔ پھر یہ تو توریت کا فخر ہوا۔ نہ کہ قرآن مجید کا + پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکہا جاوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔

اسلئے یہ ضرور ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہو اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور تعلیم پائے۔ اور آپ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔ مینے دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقع پر چالاکی سے یہ کہدیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ امتی ہوگا۔ یہہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں اماماکم منکم اور امکم منکم لکہا ہوا ہے۔ اسلئے حضرت عیسیٰ کو امتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اُمتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تہا جو رشد اور سعادت اسنے پائی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تہے اور اب بھی گمراہ ہیں جو وقت آئیں گے اسوقت آپ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنیسے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی + پھر اماماکم منکم کا مفہوم اسصورت میں تو درست نہ ٹھیرا افسوس کا مقام کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور وہ جو حکم ہو کر آیا تہا اسکا انکار کر دیا پھر انکو سمجھ آوے تو کیونکر۔ اماماکم منکم صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تہا کہ آنیوالا امام تم میں سے ہی ہوگا مگر یہ اسپر راضی نہیں ہوتے۔ یہ امت کو خیر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہوجاتے ہیں لیکن مسیح اور امام کا آنا اس امت سے تسلیم نہیں کرسکتے!!!

اب بتاؤ حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کرلیا کہ وہ ملعون ہیں (نعوذ باللہ) عیسائیوں نے لعنتی تو انکو کہدیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہیں اگر انکو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی نہ کہتے مینے فتح مسیح کو کہا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندہ درگاہ ہو اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو۔ اور شیطان سے جا ملے اب بتاؤ کہ تم مسیح کیلئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکہہ سکے۔ اور حقیقت میں انکا جواب ہی نہیں۔ انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے

[illegible] (مضمون جاری ہے)

بدل

شاہ آباد ضلع ہردوئی مین اعلائے حق

ناظرین الحکم جناب مولانا مولوی حکیم انوار حسین خان صاحب رئیس ہردوئی کے نام سے واقف ہین صاحب موصوف ایک ذی وجاہت رئیس ہونے کے علاوہ ذی علم اور قابل آدمی ہین۔

شاہ آباد مین وہ تنہا احمدی ہین وہان سید مظفر علیصاحب (برادر حقیقی حکیم سید امجد علیصاحب جو محلہ سید واڑہ مین رہتے ہین) نے منشی نثار الحق صاحب دہلوی محرر سپیشل مجسٹریٹ شاہ آباد کے توسط سے حیات مسیح کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی اس کے متعلق مولوی انوار حسین خان صاحب نے اسکا تحریری جواب ان کے پاس بھیجا اور اس مین انہین دوسرے علما مخالف سے مدد لینے کا بھی اختیار دیا۔ سید صاحب نے اسکا جواب جو کچھ بھیجا ہے وہ ناظرین خود دیکھ لین گے۔ ہر چند اس خط وکتابت کی اشاعت کی چندان ضرورت نہ ہوتی لیکن محض اس خیال سے کہ کیا عجب شاہ آباد کی مسلمان آبادی پر اسکا اچھا اور مفید اثر پڑے مین بغیر کسی قسم کے حاشیہ اور اضافہ کے دونون خطون کو چھاپ دیتا ہون اور شاہ آباد کی مسلمان خصوصاً رئیس پارٹی کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ خدا کے لئے اس معاملہ پر غور کرین۔ ایڈیٹر۔

مشفقی سید مظفر علیصاحب

بعد سلام مسنون کے التماس ہے کہ آج مجھے منشی نثار الحق صاحب کا آپکا پیغام پہونچایا کہ سید صاحب فرماتے ہین کہ ہم ۂعادی حیات و ممات ہین انوار حسین کو بہت تھوڑے عرصہ مین سمجھا دینگے بشرطیکہ وہ یہہ اقرار کرین۔ کہ مطالبہ روپیہ دستاویزی ہمکو چھوڑ دین یا دستاویز واپس کردین ورنہ مین قادیانی ہوجاؤنگا۔ جسکا مین اوس کے جواب مین عرض ہے کہ مجکو کوئی نفع آپ کے قادیانی ہونے سے نہین ہے۔ میری غرض تو صرف اس قدر ہے کہ جو بات کہ حق ہو اوسکو قبول کرنا چاہئے۔ یا مین اوس حق بات کو جو معلوم ہو کانون تک دوسرے کے پہونچا دون۔ اگر وہ شخص اوسکو قبول کرے تو اوسکا فائدہ ہے ورنہ مین اوس الزام سے کہ جس کا ذکر حدیث مین آیا ہے کہ الساکت عن الحق شیطان اخرس۔

یعنے خاموش رہنے والا نیک بات سے گونگا شیطان ہے۔ بری ہوسکون۔ اور میرے نزدیک کیا شاید دوسرون کے نزدیک بھی یہہ بات معقول ہوگی کہ حق جس جگہ پاوے اوس کی پیروی کرے اور پابند ہو خواہ وہ حق والا قادیان کا ہو یا بٹالہ کا یا کسی دوسرے مقام کا اور آپ مجھے تو "گستاخی معاف" احمدی جماعت مین داخل ہونیکی ہمت بھی نہین پاتا۔ کیونکہ منجملہ دس شرائط بیعت کے شرط پنجم یہہ ہے کہ ہر حال رنج و راحت۔ عسر۔ یسر۔ اور نعمت اور بلا مین اللہ تعالے کے ساتھہ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت و دکھہ کے قبول کرنے کے لئے اس راہ مین تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ہشتم یہہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ دیکھو شرائط مندرجہ اخبار بدر واشتہار مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ مین خود اپنی طرف سے یہ بات ظاہر نہین کرتا بلکہ آپ کا ابتدا ہی سے شرط ادائگی مطالبہ آپکے استقلال وعزت دین پر گواہ ہے۔ رہی دوسری بات مطالبہ کی ادائگی اور واپسی دستاویز وغیرہ اوسکی بابت عرض ہے۔ کہ مین بہت خوشی سے اس بات کو منظور کرتا ہون اور مجھکو کوئی کلام نہین۔ اگر آپ صرف جواب معقول مع استدلال قرآنی کے میری تحریر کا جو آپ کی طلب پر پیش کرسکون گا جواب بالاستیعاب تحریری دیدین۔ یا کسی دوسرے صاحب سے شاہ آباد مین اعانت لیکر جواب لکھدین۔ مگر واضح رہے کہ آپ اگر شاہ آباد کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے مدد لینگے تو مجھکو بھی اختیار ہوگا کہ مین بھی دوسرے مقام کی مدد لے سکون۔ اگرچہ ابھی خدا کے فضل سے مجھکو ضرورت نہین۔ اور اوسوقت آپ کو اختیار تام ہوگا کہ آپ جس کو چاہین تمام ہندوستان مین سے اپنا شریک بنالین۔ خواہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہون یا مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی یا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یا مولوی عبد الحی صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ جسکو چاہین آپ اپنا شریک کرسکتے ہین۔ اور اوس وعدہ یا اقرار مین جو اس خط مین لکھا ہے خواہ شریک حصہ آپ اون کو کرین یا نہ کرین مگر مین اوس کے خلاف انشاء اللہ نکرونگا جو مین تحریر کر آیا ہون۔ یہہ ظاہر ہے کہ مین شاہ آباد مین منجملہ آبادی مسلمانون کے کہ بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۰۱ء کے نو ہزار نوسو ہے ایک منفرد شخص ہون۔ اور باقی جملہ اشخاص اس مسئلہ مین میرے مخالف۔ مگر مین تو مستعد آپ کو وسعت دیتا ہون کہ شاہ آباد کے حضرات کی شراکت کے آپ مجاز ہین۔ کہ جس سے چاہین مدد لین۔ اور مین بعد منجملہ پانچ ایسے منصف مزاج اشخاص کے کہ حق گو ہون۔ اور حق کہنے مین کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہون خواہ یہہ کہ مال جاوے یا جان۔ اور وہ اون دونون فریقون مین سے بھی نہون یعنے نہ حیات کے قائل ہون اور نہ ممات کے اور اون کا تعین میری مرضی پر ہوگا۔ ورنہ آپ اور میری دونون کے جس مین آپ ایسے اوصاف ثابت کردین اور وہ یہہ کہین کہ جملہ تحریر کا جواب بے کم وکاست ہوگیا اور کوئی سوال یا جزو تحریر بغیر تحریر جواب معقول کے باقی نہین رہا۔ اوسوقت مین صرف مین وہی مبلغ ما عہ جو میری باقی آپ کے ذمہ حسب شرائط جواب ہین واپس نہین کرونگا بلکہ اوس کے علاوہ مبلغ یکصد روپیہ اور بطور نذرانہ پیش کش کرونگا۔ اگر آپ کو اس تحریر پر اعتقاد نہ ہو تو بذریعہ رجسٹری کے اسٹامپ پر تحریر مکمل کردونگا یا جس طرح آپ کا اطمینان ہو اوس کے کرنے کے واسطے تیار ومستعد ہون۔ مگر شرط یہ ہے کہ صرفہ اسٹامپ و رجسٹری وغیرہ آپ کے ذمہ ہوگا بعد کامیابی کے آپ مجاز ہین ما عہ یعنے ما عہ دستاویزی باقتی میرے اور عا نقد بطور نذرانہ مع اضافہ خرچ رجسٹری وغیرہ کے مستحق ہونگے اور اسی قدر نہین بلکہ یہہ بھی اقرار ہے اور بذریعہ رجسٹری کے بھی تحریر کردونگا۔ اگر صرف شاہ آبادی کے آپ کے معین ہونگے تو مجھہ منفرد سے اور یا کسی دوسری جگہ کے علاوہ شاہ آباد کے مجیب ہونگے تو درحالت جواب معقول حسب شرائط متذکرہ صدر مستحق پانے جائداد جکات کے جو الگ کہاتہ ۱۴ مین تعدادی ۸ ایکڑ ۱۵ اجرے میرے نام ذاتی ہے اور اب تک کسی جگہ نہ کفالت مین ہے نہ ضمانت مین۔ اور اگر اس کے خلاف ہو تو آپ دریافت کرسکتے ہین جسمین سے عہ کسم اراضی مین باغات قلمی ہین جنکی بابت آپ بھی خود علم رکھتے ہون گے کہ یہ باغات قریب شاہ آباد مین اعلے درجہ کے قرار دئے جاسکتے ہین۔ جسکی قیمت درخت کی بحساب جناب کے جو آپکے اپنے کہیت واقع عقب جامع مسجد کے فرمائی تھی کہ للعہ فیصدی مین فروخت ہوتا ہے دس ہزار ہوگی۔ .....

..... اراضی کی جو قیمت ہو یہہ سب حسب اقرار کے مین دینے کو تیار ومستعد ہون آپ نے تو صرف مبلغ ما عہ کی بابت طمع ظاہر فرمائی ہے مگر مین اوسکے علاوہ ایک رقم کثیر ادا کرنیکو طیار ہون کیونکہ دین کی عزت کے مقابلہ مین میرے نزدیک مال کوئی چیز نہین۔ اور یہ تجارت آپکی تمام تجارتون سے بڑھکر اور زیادہ کرے ہے آپ کو بذریعہ ملازمت کے یکصد روپیہ ماہانہ کا محاصل ہے اور اس حالت مین شاید تھوڑے عرصہ مین اس حساب سے سوا ڈیڑہ سو برس کا منافع حاصل ہوسکتا ہے۔ اب مین دیکھنا چاہتا ہون کہ آپ کسقدر اس منافع کے حصول کی کوشش فرماتے ہین اور مجھکو بھی جہالت ونادانی سے اپنے خیال کے موافق راہ ہدایت پر لاتے ہین مگر شرط یہی ہے کہ تجاوز کسی شرط سے یا جواب تحریری سے جو اوس کاغذ مین تحریر ہونگے جسکی بابت مین لکھہ چکا ہون اور وہ عند الطلب آپکی خدمتمین باخذ رسید دیا جاوے گا نکرین اور جواب یک ہفتہ سے ایک ماہ کی مدت مین بھیجدین کیونکہ جب آپ تھوڑی مدت مین سمجھا سکتے ہین تو بہت مدت مین بدرجہ اولی تحریر اور علاوہ قرآن شریف یا حدیث مرفوع متصل اور متواتر کی کوئی آیت ذی الوجوہ و متشابہ میں نکرین وما علینا الا البلاغ

راقم الحروف

انوار حسین خان۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

مولوی صاحب مخدوم ومکرم ومعظم بندہ دامت عنایتکم

بعد سلام مسنون نیاز مقرون آنکہ آپکا والا نامہ شرف صدور لایا آپ کی شان محققانہ سے بہت بعید تھا کہ کسی کے کہنے پر آپ پورا الیقین کر بیٹھے کہ مظفر علی دعوی حیات ممات مین آپ کا اطمینان کر دینے کا ذمہ کرتا ہے خیال تو فرمائیے کہ جب آپ نائب رسول علما اور اون کے اجلاس ہوجانے پر بھی اطمینان نہین فرماتے ہین اور خلاف کیطرف راہ نکالتے ہین تو مجھہ بیچارہ کو آپ بخوبی جانتے ہین کہ محض جاہل ہون علم فارسی عربی درکنار اردو بھی نہین جانتا اور پہر آپ کے مقابلہ مین جبکہ اللہ تعالے نے مولوی ہونیکا فخر عطا فرمایا ہے کیا زبان کہولنے کی ہمت کرسکتا ہون بیفائدہ آپ بغیر مجھسے دریافت کئے ہوئے بلائے ناگہانی کی طرح مجھپر ٹوٹ پڑے بجز اس کے اور کیا خیال

جنازہ غائب بابو ... صاحب کلرک دفتر رسالہ تحریر کرتے ہین۔ کہ میری چھوٹی ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کرگئی ہے۔ احمدی جماعت سے التماس ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا دے

کیا جا سکتا ہے کہ طلب حق نہیں نفس کی یہہ تجویز
ہین اگر طلب حق ہوتی تو اپنے ہمعصر علماء سے تحقیق
کی کوشش فرماتے کچہہ دشوار نہین موجودہ حالت
مین حضرت مولوی تشریف لے جایئے آپکو معلوم
ہو گا وہان ایک جلسہ علما کا ہے اون سے تحقیق
اور اپنے اطمینان کی کوشش فرمایئے مجھکو معذور
جانیں اگر اپنے دل کے بخار نکالنے کے لئے مستعد
ہو گئے ہے

نہ تا نیم نہ مشایخ نہ محتسب نہ فقیہ
مرا غرض چہ کہ منع شراب خوار کنم

دوسرے یہ آپ نے مجھے بطورت پر خطاب فرمایا
ہین کہ مین ...... تمہین احمدی جماعت کے
داخل ہونیکی بہت ہی نہین پاتا ہون صرف
اسکا جواب اس قدر کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ
اپنے حبیب پاک کے صدقہ مین اگر احمدی جماعت
راستی پر ہو تو مجھکو اوسمین داخل ہونے کی ہمت
و ہمت فرماوے۔ ورنہ آپ کو اوس سے خروج
کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین۔

تیسرے یہ کہ مین آپ کا قرضدار ضرور ہون اور
اللہ پاک کی درگاہ مین اوسکی ادائے واسطے عرض
کرتا ہون جسکی نسبت آپ یہہ ارشاد فرماتے
ہین کہ آپ کے شرائط ادا انکی مطالبہ آپ کے
استقلال اور عزت دین پر گواہ ہین۔ مولوی صاحب
اگر مین آپکا قرضدار نہوتا تو لوگون آپسے صاف
صاف سنتا آپ بجا فرماتے ہین میرے پاس
حب دنیا نہین تو دین کیسے ہو سکتا ہے دین تو
شاید ہی زمانہ دنیا ہی کا نام ہے کم ہمت فراخ
بے ایمان فرماتے ہین کیا بدترین مخلوقات
من آنم کہ من دانم۔ مگر آپکا اپنے زہد اور عباد
پر ایسا فخر فرمانا ایسا ہے کہ جو نا پسند حق ہو۔ آج
تک تو لوگ اس حقیر کو آل رسول کے ساتھہ خطاب
فرماتے تھے اور آپ کی تحریر مین یہہ بھی ہے
کہ ہین شاہ آباد مین مجملہ آبادی مسلمانون کے
کہ جو بموجب مردم شماری ۱۹۰۱ء کے تو ہزار کوئی
سو ہے مین ایک منفرد شخص ہون اور باقی میرے
مخالف۔ لہذا آپنے خطاب بھی ہمدردی لوگون
کے لئے نیا تجویز فرمایا یعنی بے ایمان بروز
حشر مین اپنے جد کے سامنے اسکا انصاف
چاہون گا جواب یاد فرمایئے ایسا ہو کر آپکو
آپ کے ایمان کا گھمنڈ بہت مقدرہ کرے
مین آپکا قرضدار ضرور ہون جسوقت اللہ تعالےٰ
نجات دیگا سجدہ شکر بجالاؤنگا اسوقت
تک جو کچھ مزاج مین آئے فرمائے مین بہت
خوشی سے سننے کو تیار ہون ایک مثل یاد تھی
اس نے بڑی تسکین دی اور وہ یہ ہے۔

کہ ایک یہودی کے ہمارے جد رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم قرضدار تھے وہ آپ کے پاس تقاضے
کو آیا اور کہنے لگا کہ محمد تم بڑے نا دہند ہو میرا
روپیہ نہین دیتے ہو اور بھی بہت کچھہ سختی کی
آپ نے اوسکی سختی پر صبر فرمایا حضرت علی کرم
اللہ وجہہ بھی حضوری مین حاضر تھے آپکو اوس
کی گستاخی بہت ناگوار ہوئی اور آپ نے
اوس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص تو نے
اگر اب کی مرتبہ پھر ایسا کہا تو تجھکو قتل کر دون
گا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے علی خاموش ہو جاؤ اور حق کی طرف رہو
تجھکو کیون نہین سمجھاتے ہو کہ مین روپیہ اس
کا ادا کر دون یہہ سنکر وہ یہود بہت شرمندہ
ہوا۔

جب ہمارے جد کو بوجہ قرضدار ہونیکے ایک
یہودی سے ایسی سخت باتین سننی پڑین اور حضور
انور نے برداشت فرمائین تو مین بھی تو اوسی
درخت کی شاخ ہون جو جی مین آئے فرمایئے
سب کچہہ سننے کے واسطے حاضر ہون

چوتھے یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ اگر تم میرا اطمینان
کر دو ... تو یہ ... زمین باغات وغیرہ اور مال
میرے پاس ہے تجھکو دیدون گا۔ آپکی زمین
اور باغات اور مال اللہ تعالےٰ آپ کا آپکو مبارک
کرے اور روز افزون ترقی فرمائے اوسکی مجھے
کو ضرورت نہین۔ مین بیچارہ آپ کا اطمینان
کیا کر سکتا ہون اور کوئی کیا کر سکے گا۔
ماراچہ ازین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت
کسی کے کہنے پر خیال نفرمایئے اور مجھکو معاف
فرمائے اور اگر آپ اپنے دل کے حوصلے مجھہ ہی
پر پورا کرنا چاہتے ہین تو مجھہ کو بھی گریز نہین ہے
جسوقت جی چاہے تشریف لائیے۔ دو باتون
مین قصہ تمام ہے۔

نیازمند مظفر علی بقلم خود
۹ رشعبان ۱۳۲۳ھ

یادگارِ کریم

اس عنوان کے نیچے الحکم مین جو تحریک حضرت
مولوی نور الدین صاحب کے ایماسے کی گئی ہے
وہ اپنے اندر ہی ایک ایسا جذب اور اثر رکھتی ہے
کہ قوم اسمین حصہ لینے کے لئے کسی کی ترغیب تحریص
کی محتاج نہین۔ کیونکہ یادگار ہو وہ ایک سچے عاشق
قرآن کی اور ماحصل اسکا ہے تعلیم و تلاوت
قرآن کریم۔ وہ پیارا وجود جسکی یادگار کے لئے
ہم آج یہ تجویز کر رہے ہین جیسا اپنی زندگی مین
قوم کو تعلیم دیتا تہا ویسا ہی وہ اپنی موت مین بھی
قوم کو ایک تعلیم دے گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ
ہماری محبت اسکے جسم فانی سے نہ ہونی چاہئے
بلکہ اس کی روح سے اور اون چیزون سے جنسے
وہ محبت کرتا تہا جو ہمیشہ رہنے والی ہین اور جیسا کہ
اسکے ہر ایک خطبہ اور ایک تحریر اور ہر ایک تقریر اور
ہر ایک خط اور ہر ایک گفتگو سے قرآن کریم کی سچی اور
خالص محبت کی شہادت ملتی ہے مین ذاتی طور
پر بھی یہہ شہادت دیتا ہون کہ اس کے دل مین
قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تہی
جب سے مین قادیان مین آکر رہا ہون یعنی ۱۸۹۹ء
سے مشکل سے ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہوگا جب
مین اور وہ مخدوم مرحوم اکٹھے نہ بیٹھتے ہون۔
اور گھنٹون کی تنہائی کی گفتگو مین بھی اگر ان کے
دل کے اندر کوئی بات مینے دیکھی ہے تو وہ کلام
الٰہی سے خالص اور سچی محبت اور مہبط وحی
صلے اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق تہا۔ کوئی
دنیا کی گفتگو اسکو کبھی بہلا سکتی نہی بلکہ اگر اتفاقاً
کوئی بات درمیان مین آبھی جاوے تو جھٹ
اسے قطع کر کے وہی قرآن کریم اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کا ترانہ شروع کر دیتے
تھے۔ انکے قرآن کریم کے پڑھنے مین ایسا
درد تہا کہ رلا رلا دیتے تھے اور جن لوگون کو
آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔
اور اس جماعت مین شاید ہی کوئی ایسا آدمی
ہوگا جسکو یہہ اتفاق نہ ہوا ہو۔ وہ خود اس بات
سے واقف ہین کہ کیسا ذوق اور خضوع انکے
پیچھے نماز مین حاصل ہوتا تہا۔ اے مرحوم تیری
روح پر ہزارون ہزار درود ہون کہ تیری زندگی
ہمارے لئے ہزارون ہزار برکات کا موجب
تہی۔ خدا کرے تیری یہ ابدی زندگی اس سے
بھی زیادہ برکات کا موجب ہو۔ ایسے پیارے
اور ایسے بابرکت اور ایسے قیمتی اور ایسے غمخوار
دوست کی مفارقت پر یہ تو قدرتی امر تہا کہ دل
غم سے اور آنکھیں آنسوؤن سے بھر جائین
مگر یہ تو کچھہ بھی نہین۔ جو موت رونے دہونے
اور مرثیہ خوانی تک ہی رہ جائے وہ ایک معمولی موت
ہے مگر ہمارے اس مخدوم مرحوم کی موت معمولی
نہ تہی اور اسکی شہادت خود خدا نے آسمان سے دی۔
یادگارین تو لوگ دنیا مین ہزارون قسم کی بناتے
ہین۔ مگر سچی یادگار وہی ہے جو جدا ہوئے ہوئے
دوست کی روح کا سچا نقشہ سامنے لاوے۔ سو
اگرچہ ہمارے مدرسہ مین قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے مگر
سچی بات یہی ہے کہ یہ معمولی دنیوی اور مروج تعلیم کے
ساتھہ آٹے مین نمک کی طرح ہے۔ اگر قوم اس قسم
کے قرآن شریف سے محبت رکھنیوالے وجودون سے
پیار کرتی ہے جس قسم کا ایک وجود ہمارے درمیان سے
اٹھہ گیا ہے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ بہت جلدی
قرآن شریف کی تعلیم کا ایک الگ سلسلہ کہولا جائے
جسکی اصل غرض صرف تعلیم کتاب الٰہی ہی ہو۔
یہی وہ بات ہے جو ہمارے مرحوم دوست کی روح
کو خوش کر سکتی ہے اور یہی وہ بات ہے جو ہماری
اس سے محبت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اور اس کی
صداقت پر یہ کم شہادت نہین کہ سب سے پہلے اس
تجویز کو خدا نے اسکے دل مین ڈالا جسکو اسنے اپنے
فضل سے ہماری اس احمدی قوم مین سب سے
زیادہ فہم عطا کیا ہے۔ اسکے لئے ضرور ہو گی عمدہ
عمارت کی جو میرے خیال مین پختہ ہونی چاہئے تعلیم
کے کمرے اور متعلمین کی رہایش کے کمرے اور
پھر ایک مستقل ... اور ... سب عمارت کیلئے
کتنی ... سب سے پہلے تو ... عمارت ہی مگر
چاہئے اسکے ... کہ ...
ہے جنسے ... سال ... کے وعظ اور درس
قرآن سے فائدہ اٹھایا ہے اور اس جماعت میں خصوصیت
سے مخاطب ہین۔ مکرمی مخدوم چودہری محمد سلطان
صاحب جنکا مرحوم اکلوتا بیٹا تہا اور چودہری محمد بخش
صاحب۔ چودہری صاحب کا نام انکے ساتھہ میرے
سامنے الحکم کا ایک نوٹ آگیا ہے جس کو پڑھکر مجھے
بہت ہی افسوس ہوا ہے اور خود چودہری صاحب
کو بھی ہوا اور انکے دوستون اور اقربا کو بھی افسوس
ہوا ہو گا اس نوٹ مین نہ جانے کسطرح یہ لکھدیا گیا کہ
”اگر کوئی صاحب مخدوم الملت کے ضعیف والدین
کے لئے کوئی رقم بھیجین تو وہ فلان شخص کو بھیجدین
ہم تو خود چودہری صاحب سے یادگار کریم کے لئے
بڑی بہاری رقم کے امیدوار ہین چہ جائیکہ وہ کسی
دوست کی مدد کے محتاج ہون۔ چودہری صاحب خدا
کے فضل سے صاحب جائداد ہین اور ۲۷ سال تک
سیالکوٹ کے میونسپل کمشنر رہے ہین۔ اسی طرز کا ایک
نوٹ اخبار بدر مین بھی غلطی سے شایع کر دیا گیا ہے۔ ہم
مولوی صاحب کے پس ماندگان کے لئے قوم سے
قطعاً ایک پیسہ نہین مانگتے بلکہ حضرت مرحوم کی یادگار
کے لئے مانگتے ہین۔ جب مین اس محبت کو دیکھتا ہون
جو قوم کو حضرت مولوی صاحب مرحوم سے تہی تو مین خیال
کرتا ہون کہ یہ ایک بہت ہی چھوٹی سی درخواست کی گئی ہے
اس ظاہر حصہ کو اگر قوم پورا کر دے تو خدا اس مین برکت
ڈالکر اس سلسلہ کو دنیا کے لئے بہت سی برکات کا
موجب بنا دیگا۔ عمارت کیلئے میری سمجھہ مین تین چار ہزار
روپیہ کافی ہو گا اور ماہوار اخراجات کا اندازہ بعد مین
لگ سکیگا۔ راقم محمد علی منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔

نوٹ۔ [illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان [illegible]